

# أحكام ومسائل رمضان المبارك

از رشحاتِ فکر: حضرت العلام مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ بانی جامعہ العلوم الاثریہ جہلم

﴿ الحمد لله الذي كفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد: فقال الله تبارك وتعالى في كلامه القديم: أعود بالله من الشيطان الرجيم، (يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون ﴿٥﴾ (البقرة: ١٨٣) ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم پر ہیز گار بن جاؤ۔“

تشریح: اللہ رب العالمین نے اپنے انعام، فضل و رحمت کی جو بارش اہل دنیا پر کی ہے۔ اس میں سے ایک بڑا انعام روزہ رمضان ہے۔ جو اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ہے۔ قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت میں روزہ کی فرضیت بیان کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر روزہ فرض ٹھہرایا گیا تھا، اسی طرح تم پر (یعنی امت محمدیہ پر) بھی روزہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ پہلی امتوں نے روزہ کی قدر نہ کی، جس بنا پر وہ اس کے فوائد سے محروم ہو گئے تھے۔ لہذا تم ایسا نہ کرنا بلکہ تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنا۔

حدیث سے روزہ کی فرضیت: نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: (انما کم رمضان شہر مبارک فرض اللہ علیکم صیامہ) (احمد، نسائی، مشکاة للالبانی: ۶۱۲/۱) ترجمہ: ”رمضان مبارک آچکا ہے۔ یہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کر دیئے ہیں۔“

وہ لوگ بلند مرتبہ اور اونچے درجہ پر فائز ہیں۔ جو ماہ رمضان المبارک کے دنوں میں روزے رکھتے اور راتوں کو قیام کرتے ہیں۔

مفہوم روزہ: اہل لنت کے نزدیک اوقات معینہ میں کھانے پینے سے رکھنے کا نام روزہ ہے۔ المنجد اہل شرع نے صوم اور صیام سے یہ مراد لیا ہے کہ انسان صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کھانے پینے اور دیگر محرکات سے بند رہے۔ (ابن کثیر: ۲۷۹/۱)

فضیلت روزہ رمضان یا فلسفہ روزہ: تزکیہ نفس، مجاہدہ اور شہوات نفسانی پر قابو پانے میں روزے کو پورا دخل ہے۔ گو دوسری عبادتیں بھی تزکیہ، تقویٰ، زہد اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں مگر روزہ تمام

خواہشات و شہوات سے روکتا ہے۔ روزہ مرغوب و محبوب اشیاء کو بھی چھڑاتا اور شہوانی و حیوانی قوتوں کو اعتدال پر لاتا ہے۔ تاکہ نفس، سعادتِ آخری و حیاتِ ابدی اور مسرتِ جاودانی حاصل کرنے کے قابل ہو کر اس کیلئے آمادہ و تیار ہو جائے اور نفس کشی، جفاکشی اور حیات و مجاہدہ کا خوگر ہو اور ہمدردی و غم خواری احسان اور نیک سلوک کی طرف مائل ہو۔ فقراء، مساکین اور اہل حاجت کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا اندازہ کرے اور ان کو یاد کرے اور کھانا پینا ترک کر کے انسانی اعضاء پر شیطانی تصرف کے تمام راستے بند کر دے اور ہر ایک عضو (ناک، کان، زبان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں) اور ہر ایک قوت سرکشی و طغیانی سے بند ہو جائے۔

روزہ ڈھال ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصيام جنة) (صحیح مسلم) اور (الصيام جنة و حصن و حصین من النار) (مسند احمد) ترجمہ: ”روزہ ڈھال ہے۔“ جس طرح ڈھال کا کام، تلوار اور ہتھیار کے اثر سے بچانا ہے اور ”جنة“ کا یہ مطلب بھی ہے کہ روزہ آدمی کو جہنم کی آگ سے بچانے کیلئے ڈھال کا کرتا ہے۔ اسی طرح روزے کا کام اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے روکنا اور بچانا ہے۔ الغرض یہ کہ شریعتِ اسلامیہ میں روزے کی فرضیت اور مشروعیت میں بندوں کیلئے بڑی مصلحتیں ہیں اور ان کے حق میں دنیا و آخرت دونوں جہان کی خوبیاں اور فوائد اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

رویتِ ہلال: رمضان المبارک کے چاند کیلئے ایک اور عید کے چاند کیلئے دو مسلمان قبیح شریعت کی شہادت ہونی چاہیے۔ (کتب احادیث)

رویتِ ہلال کی دعا: (اللهم اھله بالامن والامن والسلامة والاسلام ربی وربک اللہ)  
(صحیح سنن الترمذی لملا البانی: ۳/رقم ۲۷۳۵)

مشکوٰۃ روزہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”غبار یا بادل ہو تو مشکوک دن کا روزہ نہ رکھو۔ بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کرو۔“ (صحیح بخاری و مسلم)

روزہ کی نیت: طلوع فجر سے پہلے فرضی روزے کی نیت کر لینی ضروری ہے۔ ورنہ اس کا روزہ صحیح نہیں۔  
(صحیح سنن الترمذی لملا البانی: ۱/رقم ۵۸۳) زبان سے نیت کے الفاظ بولنا ”بصوم غد نويت“ کہنا بدعت ہے۔ اس کا شریعتِ محمدیہ میں کوئی ثبوت نہیں۔ نیت درحقیقت دل کا فعل ہے۔ زبان کا فعل نہیں۔ یہ حکم فرضی روزے کے متعلق ہے۔ نقلی روزے کی نیت نمازِ فجر کے بعد بھی صحیح ہے۔

افطار کی دعا : (ذهب الظما وابتلت العروق و ثبت الأجر إن شاء الله تعالى ) (صحیح سنن ابی داؤد دلائل البانی ۳/ ۲۵۶۶) یعنی : ” پیاس رفع ہوگی اور رگیں تر ہوگیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو روزہ کا اجر و ثواب ثابت ہو چکا۔“

دوسری دعا : (اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت ) ترجمہ : ”یا الہی ! میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔“ (صحیح مشکوٰۃ لئالبانی : ۱/ ۶۲۱)

رمضان شریف کے روزے کا ثواب : ابن آدم کی ہر نیکی پر دس سے سات سو گنا اضافہ کیا جاتا ہے۔ مگر روزہ اس قانون سے الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ”روزہ صرف میرے لئے رکھا جاتا ہے اور اس کا بدلہ بھی میں خود ہی دوں گا۔ روزہ دار صرف میری رضا کیلئے کھانے پینے اور اپنی دیگر خواہشات کو ترک کرتا ہے۔“ تو پھر میں روزے کا اجر و ثواب بھی میں خود ہی دوں گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ”اگر میری امت کو یہ معلوم ہو جاتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو جاتا۔“

ترکِ روزہ کا گناہ : جو شخص بلا عذر شرعی رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑ دے تو پھر ساری عمر کے روزے اس کی تلافی نہیں کر سکتے۔

اللہ کی رحمت سے دور کون ہے؟ وہ بدنصیب اللہ کی رحمت سے دور ہے جسے رمضان جیسا بابرکت مہینہ ملے اور پھر بھی وہ اپنی بخشش نہ کرا سکے۔ اگر وہ اس مہینے میں بھی نہ بننا گیا تو پھر اس سے بڑھ کر اور کون سادان اسے نصیب ہوگا۔ (صحیح الترغیب والترہیب لئالبانی : ۱/ ۹۸۵)

رمضان المبارک کا احترام : سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے۔ آسمان، جنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری و مسلم) یہ مہینہ ایسا بابرکت ہے کہ اس میں رحمت الہی کا پیہم نزول ہوتا ہے اور بندگان الہی کے اعمال بلا روک ٹوک اللہ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں اور مومنوں کی دعائیں اور نیکیاں قبولیت و اجابت کے درجہ کو پہنچتی ہیں اور انہیں عمل صالح اور کار خیر کی توفیق ملتی ہے نیز معصیت اور گناہ سے بچنے اور کنارہ کش ہونے کی مدد اور قوت پہنچتی ہے۔

گناہوں کی معافی : جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور شب قدر میں قیام کرنے والا جو ایمان اور ثواب کی نیت سے ایسا کرتا ہے اس کے تمام سابقہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

عبادت کا ستر گنا ثواب : جو شخص اس ماہ میں کوئی نفلی کام کرتا ہے تو اسے فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور جو فرض ادا کرتا ہے اسے اتنا اجر عطا ہوتا ہے جتنا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرنے سے ملتا ہے۔

سخاوت اور ہمدردی کا مہینہ : رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں بہ نسبت دوسرے دنوں کے بہت سخاوت فرمایا کرتے تھے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کا صدقہ تمام صدقوں سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کو (شہر المواساة) فرمایا: ”یہ ایک دوسرے سے اظہار ہمدردی کا مہینہ ہے۔“

نسخہٴ صحت : نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (صوموا تصحوا) ترغیب بحوالہ طبرانی۔ یعنی روزے رکھا کرو صحت یاب ہو جاؤ گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا تینوں روایات ضعیف ہیں مگر فضائل میں محدثین نے بیان کرنے کی رخصت دی ہے۔

روزہ میں پرہیز : روزہ کا مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ یعنی نفس کو اخلاقِ رذیلہ و خصائل ناپسندیدہ سے پاک کر کے اپنے کو عمدہ اخلاق اور نیک اعمال اور نیک عادات سے مزین (یعنی آراستہ و پیراستہ) کرنا۔ اصل طہارت و پاکیزگی نفس کی صفائی ہے۔ حرص، طمع، لالچ، غیبت، چغلی، بکواس، حسد، کینہ، ریاء، عداوت، بغض، خیانت، جھوٹ، وعدہ خلافی، فریب، نظر بد اور بری عادات سے کلیتہً اجتناب کرنا ہے۔ صرف کھانا پینا چھوڑ دینا اور بیوی کے اجتناب سے روزہ کی غرض و غایت حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اصل مقصد تطہیرِ نفس ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من لم یدع قبول الزور و العمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی أن یدع طعامہ و شرابہ) (بخاری) ترجمہ: ”جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔“

سحری کے وقت اذان کہنا : (عن عائشہ أن بلا لایؤذن بلیل، فقال رسول اللہ کلاوا واشربوا حتی یؤذن ابن أم مکتوم فانہ لایؤذن حتی یطلع الفجر) (صحیح بخاری: ۱/۲۸۷)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ بلالؓ رات کے (آخری حصہ میں) اذان دیا کرتے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ تم کھانا پینا بند نہ کیا کرو۔ جب تک ابن ام مکتومؓ (عبداللہ) کی اذان نہ سن لو کیونکہ وہ صبح صادق طلوع ہوئے بغیر اذان نہیں دیتے۔“

تشریح: اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آنحضرتؐ نے رمضان شریف میں دو مؤذن مقرر کئے ہوئے تھے۔ ایک سحری کی اذان دیتا تھا، دوسرا فجر کی، تاکہ لوگ آواز پہچان کر سحری کھانے میں غلطی نہ کریں۔

اذان سحری کی غرض: (عن ابن مسعودؓ قال قال رسول ﷺ: ”لا یمنعن أحداً منکم اذان بلال“ او قال: ”نداء بلال فی سحور فانہ یؤذن“ او قال: ”ینادی لیرجع فانکم و یوقظ نائمکم“ (صحیح مسلم: ۱/۳۵۰) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کو بلالؓ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے۔ وہ تمہارے تہجد گزاروں کو گھر واپس لانے کیلئے اور سوئے ہوؤں کو جگانے کیلئے کہتا ہے۔“

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پہلی اذان کہلانے سے صرف یہ غرض تھی کہ قیام کرنے والوں کو مطلع کیا جائے اور سوئے لوگوں کو جگایا جائے کہ وہ کھانے وغیرہ کی تیاری کر لیں۔

سحری کی اذان کے متعلق امام محمدؒ کا فرمان: ”قال محمد: کان بلال ینادی بلیل فی شہر رمضان لسحور الناس“ (موطا امام محمد مترجم ص ۱۵۰) ترجمہ: ”امام محمدؒ (جو کہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں) فرماتے ہیں کہ حضرت بلالؓ ماہ رمضان میں رات کے (آخری) حصہ میں لوگوں کو سحری کھلانے کی خاطر اذان دیا کرتے تھے۔“

وضاحت: مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اذان سحری سنت نبوی ﷺ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ اذان سارا سال کہنی چاہئے یا کہ صرف رمضان شریف میں؟ اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ احادیث نبویؐ میں اس کی صاف تصریح نہیں۔ صرف امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے دو قول ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ اذان ہمیشہ کہنی چاہئے۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک اس کیلئے صرف ماہ رمضان ہی مناسب ہے۔

ہمارے خیال میں اس سنت پر سارا سال ہی عمل ہونا چاہئے، اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم رمضان شریف میں تو اس پر ضرور عمل ہونا چاہئے۔ جذبہٴ محبت رسول ﷺ کا یہی مقام ہے کہ سنت پر عمل کیا جائے۔ سنی

کا مطلب سنت پر عمل کرنا ہے۔ ورنہ صرف نام سے چنداں فائدہ نہیں۔

لہذا تمام احباب سے استدعا ہے کہ جب ایک کام کیلئے کافی ثبوت موجود ہیں اور اس کے خلاف بھی کوئی حکم نہ ہو تو اسے کیوں چھوڑا جائے؟

آئیے! ہم سب مل کر پورے خلوص اور جذبہ کے ساتھ عمل کریں۔ ممکن ہے کہ ہمارا یہی عمل اس بے پروا ذات کو پسند آجائے اور روزِ محشر ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ وما علینا الا البلاغ

ح فی امور الدین و الدینا

سحری کا حکم : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری) یعنی: قوت قائم رہتی ہے اور آدمی ضعف، ناتوانی کا شکار نہیں ہونے پاتا۔ جس سے وہ کسب معاش، عمل صالح اور عبادتِ الہی کے سلسلے میں تمام امور بآسانی بجالاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق سحری کا ہی ہے۔ یعنی ہم سحری کھاتے ہیں جبکہ وہ نہیں کھاتے۔ سحری کا وقت پہچاننا اور سنت کے مطابق سحری کھانا افضل ہے۔ (صحیح مسلم)

سحری کا وقت : نبی اکرم ﷺ کی سحری اور اذان فجر کے درمیان بقدر پچاس آیتیں پڑھنے کے برابر وقفہ (فاصلہ) ہوتا تھا۔ اس لئے سحری کھانے میں تاخیر افضل ہے۔ (صحیح بخاری)

سحری و افطاری : عام طور پر لوگ سحری میں جلدی اور افطار میں دیر کرنے کو اچھا تصور کرتے ہیں اور اگر کوئی سنتِ صحیحہ کے مطابق سحری میں دیر (طلوع فجر سے پہلے) اور روزہ افطار کرنے میں جلدی (غروب شمس کے بعد) کرتا ہے تو لوگ اسے برا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لیا جائے اور سحری بھی بہت پہلے نہ کھائی جائے۔

افطاری میں جلدی کرنے کا حکم : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے وہ بھلائی میں رہیں گے اس لئے کہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح للالبانی : ۶۲۲/۱)

قبولیت کی دعا : صحیح احادیث میں آتا ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

۱۔ روزہ دار کی دعا بوقت افطار ۲۔ امام عادل (منصف حکمران) کی دعا ۳۔ مظلوم کی دعا

روزہ دار کو دو خوشیاں: سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں۔

ایک خوشی اس وقت جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔

دوسری خوشی اسے اس وقت نصیب ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ (صحیح مسلم)

روزہ کس چیز سے افطار کرنا سنت ہے؟ : روزہ ترکھوروں سے افطار کرنا چاہئے۔ اگر ترنہ ملیں تو

خشک ہی سے، ورنہ پانی سے افطار کرنا بھی سنت ہے۔ (صحیح ابوداؤد لئلابانی: ۲/رقم ۲۰۶۵)

بعض لوگ نمک سے روزہ افطار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اس کا

کتاب و سنت رسول میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ امام شوکانیؒ نے کھجور سے مراد تمام میٹھی چیزیں لی ہیں۔

روزہ کن اشیاء سے نہیں ٹوٹتا : ۱۔ تریا خشک مسواک کرنا ۲۔ خوشبو لگانا ۳۔ سر پر گیلہا کپڑا رکھنا

۴۔ آنکھوں میں سرمہ یا کوئی دوائی ڈالنا ۵۔ سریا بدن پر تیل لگانا ۶۔ احتلام ہو جانا

۷۔ خود بخود تے آ جانا ۸۔ روزہ رکھ کر صبح صادق کے بعد جنابت کا غسل کرنا ۹۔ ہنڈیا کا نمک چکھ کر فوراً

تھوک دینا ۱۰۔ پچھنے لگوانا، بشرطیکہ کمزوری کا ڈرنہ ہو ۱۱۔ دریا میں غوطہ لگانا جس سے ناک یا حلق کے

ذریعے پانی اندر نہ جائے ۱۲۔ ناک میں بغیر مبالغہ کے پانی چڑھانا ۱۳۔ لعاب دہن کا اندر ہی اندر

پیٹ میں چلے جانا ۱۴۔ بلا مبالغہ کلی کرنا اور کلی کے بعد کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلے جانا ۱۵۔ کھسی کا

حلق میں اتر جانا ۱۶۔ ناک میں بلا مبالغہ پانی چڑھاتے وقت بغیر قصد و ارادہ کے پانی کا اندر چلے جانا

۱۷۔ سوزھے کے خون کا تھوک کے ساتھ اندر چلے جانا ۱۸۔ بھول کر کھاپی لینا ۱۹۔ دھوئیں یا آٹے کا اڑ

کر اندر چلے جانا ۲۰۔ کان میں دوائی ڈالنا ۲۱۔ دانتوں میں اٹکے ہوئے ریزوں کا جو محسوس نہ ہوں

کا اندر چلے جانا ۲۲۔ عام درد یا بیماری کا ٹیکہ لگوانا طاقت اور غذائی کمی پوری کرنے والا نہ ہو (مگر

اجتناب بہتر ہے) ۲۳۔ بیوی کا بوسہ لینا یا محض ہمکنار ہونا (مگر جوان کو اس سے پرہیز کا حکم دیا گیا ہے)

کن اشیاء سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے : ۱۔ دانستہ کھانا پینا ۲۔ قصداً تے کرنا ۳۔ حقہ

سگریٹ وغیرہ پینا ۵۔ مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی یا دوائی چڑھانا یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے۔

۶۔ منہ کے علاوہ کسی زخم وغیرہ کے راستے یا نگی کے ذریعے سے غذا یا دوائی اندر پہنچانا ۷۔ عورت کو حیض

یا نفاس کا خون آ جائے ۸۔ جماع اور اس کے ملتحات سے

روزہ افطار کرانے کا ثواب : حضرت زید بن خالدؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص

روزے دار کا روزہ افطار کرائے یا کسی عازی کا سامان درست کرے تو اس کو اس کے برابر ثواب ملے گا۔  
(شعب الایمان للبیہقی)

مریض اور مسافر : مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہونے کے بعد اس کی قضاء دینی ہوگی۔ (البقرہ: ۱۸۵)

حاملہ اور مرضعہ : حاملہ اور مرضعہ (یعنی دودھ پلانے والی عورت) کو اگر خوف ہو کہ روزہ سے بچے کو نقصان پہنچے گا تو اس کو بھی روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ ہاں روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور ممکن ہو تو بعد میں تضاوی بھی کرے۔ (ابن کثیر۔ مشکوٰۃ المصابیح للالبانی: ۱/۶۲۹)

کفارہ : بلا عذر شرعی روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیک وقت 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (صحیح بخاری)  
قدیہ : دائم المریض یا بہت بوڑھا جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ ہر روز سے کے بدلے ایک مسکین کو صبح و شام کھانا کھلائے۔ (ابن کثیر۔ متدرک حاکم: ۱/۳۳۰)

ایام حیض میں روزہ کی قضاء : حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہم حیض کی حالت میں ہوتیں تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیتے مگر نماز کی قضاء کا حکم نہ دیتے۔ (صحیح مسلم/ کتاب الحيض)  
تشریح : عورتیں ایام حیض میں نہ روزہ رکھیں اور نہ نماز پڑھیں البتہ روزہ کی قضا کریں اور نماز کی قضا نہ کریں اور یہی حکم نفاس والی عورت کا ہے کہ نہ تو وہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ ہی روزے رکھ سکتی ہے۔ البتہ پاک ہو کر وہ روزوں کی قضاء کرے اور نماز کی قضاء نہ کرے۔

## لیلة القدر

یہ وہی مبارک رات ہے جس رات قرآن شریف لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔ یہ وہی رات ہے جس کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر: ۳)  
یعنی: ”اس ایک رات کا قیام ہزار ماہ (یعنی ۸۳ سال اور چار ماہ کی عبادت) سے افضل ہے۔“  
یہ وہی رات ہے جس رات حضرت جبرائیلؑ لا تعداد فرشتوں کے ساتھ زمین پر تشریف لاتے ہیں اور ذکر الہی کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں اور ذکر الہی کرنے والوں کے حق میں استغفار کرتے ہیں۔ یہ



وہی رات ہے جس رات آئندہ سال پیدا ہونے والوں کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہی رات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدائے عام ہوتی ہے :

کہ اے گنہگارو! اٹھو، استغفار کرو، میری رحمت تمہاری خطائیں بخشنے کیلئے بے تاب ہے۔

اے بھوکے مرنے والو! اے دردر کی ٹھوکریں کھانے والو! اٹھو، گڑگڑاؤ اور ماگو میرا فضل و کرم جوش مار رہا ہے۔

اور اے جنتانِ معصیت! میری پناہ میں آ جاؤ کہ میں تمہارے روگ دور کرنے پر آمادہ ہوں اور اور یہ صدائے صادق کے طلوع ہونے تک بدستور جاری رہتی ہے۔

عام طور پر مشہور ہے کہ لیلة القدر، ستائیسویں رات ہے۔ لیکن یہ کلیہ درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لیلة القدر ماہ مبارک کے آخری دہاکہ (یعنی آخری دس دنوں) کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری) پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ ویں (ان پانچ طاق) راتوں میں رحمتِ الہی کا طلبگار رہے۔ اور رب رحیم و کریم کے سامنے سر بسجود رہ کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ یہ دعا کثرت سے پڑھے: (اللهم انک عفوت حب العفو فاعف عني) (مشکوٰۃ المصابیح للالبانی : ۱/۶۳۶)

## اعتکاف

آخری عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ اگر تمام ہستی میں سے کوئی بھی اعتکاف نہ بیٹھے تو سب کے ذمے ترکِ سنت کا وبال رہتا ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے (نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا بدعت ہے) مسجد میں رہ کر عبادت کرنا اور سوائے ضروری حاجت اور غسل اور وضو کے مسجد سے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں۔ البتہ نیکی و بھلائی کی باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بدکلامی و لڑائی جھگڑے سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے، جس میں نماز پنج گانہ باجماعت ہوتی ہو۔ اگر پورے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو میں تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے قبل مسجد میں چلا جائے۔ اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف چھوڑ دے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک دو روز یا ایک گھنٹہ کیلئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رہے۔ دس دن کے اعتکاف کا ثواب حج اور عمرے کے برابر ہے۔

## صدقۃ الفطر

صدقۃ فطر کس پر فرض ہے؟ : صدقۃ فطر کیلئے ضروری نہیں کہ وہی لوگ ادا کریں جو صاحب نصاب ہوں بلکہ جس طرح ایک امیر اور دولت مند پر فرض ہے اسی طرح غریب پر بھی فرض ہے کہ جس کے پاس عید کے دن اپنے اہل و عیال سے، اس قدر زاد خوراک موجود ہو کہ وہ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع غلہ دے سکے۔ اگر پورا نہ ہو تو جتنا ہوتا ہی دے دے۔ بلکہ غرباء کو امیروں کے دیئے ہوئے میں سے صدقۃ ادا کرنا چاہئے۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: (فرض رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ الفطر من رمضان صاعاً من تمر و صاعاً من شعیر علی العبد والحر ..... من المسلمین) (صحیح بخاری و مسلم) ترجمہ: ”آنحضرت ﷺ نے صدقۃ فطر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع (دوسیر گیارہ چھٹانک - ڈھائی کلو گرام) جو سے - غلام آزاد، مرد و عورت، بالغ و نابالغ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔“

نوٹ: اگر کوئی شخص عید گاہ جانے سے چند منٹ پہلے مسلمان ہو جائے تو اس پر بھی صدقۃ فطر واجب ہے اور جو بچہ عید سے پہلے پیدا ہو جائے اس کا بھی صدقۃ فطر ادا کرنا ضروری ہے۔

صاع کا وزن: صاع مدینہ معتبر ہے۔ اور اس کا صحیح اندازہ پانچ رطل اور تہائی رطل ہے۔ اس حساب سے صاع (دوسیر گیارہ چھٹانک - ڈھائی کلو گرام) ہوتا ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا اندازہ ہے۔ جو سلف کے زیادہ قریب ہے اور یہی قوم راجح ہے۔ اور صاع عراقی و کوئی وغیرہ جو امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ صاع مدینہ منورہ کا اور وزن اہل مکہ کا معتبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسف نے بھی امام شافعیؒ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں تحقیق کیا ہو سکتی ہے؟

صدقۃ فطر کس وقت ادا کیا جائے؟ : صدقۃ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا چاہئے اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائے تو وہ صدقۃ فطر شمار نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک عام صدقہ ہوگا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ لا لبانی: 1/ ۳۸۰)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: (أمر رسول اللہ ﷺ بزکوٰۃ الفطر قبل خروج الناس إلی المصلیٰ) (صحیح بخاری) یعنی: ”نبی کریم ﷺ نے عید گاہ جانے سے پہلے صدقۃ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔“ بلکہ بہتر یہ ہے کہ عید سے ایک روز پہلے ہی ادا کیا جائے۔ تاکہ غریب ضروریات عید خرید سکیں۔

نوٹ: صدقۃ فطر ہر قسم کے اناج یا کھجور یا پیڑیا آٹے یا کشمش بقدر ایک صاع (ڈھائی کلو گرام) فی کس ادا کرنا چاہئے (زاد المعاد)۔ اگر نقد روپے دینا چاہے تو مذکورہ اشیاء کے بھاؤ کے مطابق دے سکتا ہے۔